بیت المقدس

پاک گھر، امت مسلمہ کا قبلہ اول، یروشلم اور اس کی عبادت گاہ جس کی بنیاد حضرت داؤدؑ نے رکھی اور تکمیل حضرت سلیمانؑ نے کی۔ عام طور پر شہر یروشلم کو بھی بیت المقدس ہی کہا جاتا ہے۔ یہ ان شہروں میں سے ایک ہے جنھیں نوع انسانی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ جس کا ذرہ ذرہ مقدس ہے۔ اکثر انبیاء اسی شہر میں مبعوث ہوئے۔ یہ شہر مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے یکساں متبرک ہے۔ آنحضور ﷺ ہجرت کے بعد صحابہ کرام کو ساتھ لے کر سترہ ماہ تک اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ جب آپ ﷺ معراج کے لئے گئے تو یہی مقام آپ ﷺ کی پہلی منزل بنا۔ اسی مقام پر آنحضورؐ نے سابق انبیاءؑ کی امامت کرائی۔ یہاں حضرت داؤد، حضرت سلیمانؑ اور کئی دوسرے انبیاءؑ کے مقابر ہیں حضرت داؤدؑ نے شہر مقدس پر 33 سال حکومت کی۔ اس تمام عرصے میں اسرائیلی فوجوں کو سکون بہت کم ملا۔ البتہ ان جنگوں کا نتیجہ بنی اسرائیل کے حق میں اس لئے بہت زیادہ مفید رہا کہ بنی اسرائیل جو قبائلی عصبیت کا شکار تھے۔ مختلف قبیلوں میں بنے ہوئے تھے۔ ایک قوم بن گئے۔ حضرت داؤدؑ کی دلی خواہش تھی کہ وہ ایک معبد بنائیں لیکن اسرائیلی روایات کے مطابق انھیں خواب میں بتایا گیا کہ اللہ کا مستقل گھر ان کے بیٹے کے عہد میں تعمیر ہوگا۔ چنانچہ حضرت سلیمانؑ نے تخت نشین ہونے کے بعد 1012 ق م میں اس معبد کی تعمیر شروع کرائی۔ یہ عمارت اسی جگہ تعمیر ہوئی جسے داؤدؑ نے منتخب کیا تھا۔ اس عمارت کی تعمیر سات سال تک مسلسل جاری رہی اور دو لاکھ افراد اس کی تعمیر میں مصروف رہے۔ بعد میں یہ عمارت ہیکل سلیمانی کے نام سے مشہور ہوئی۔ ہیکل سلیمانی فن تعمیر کا ایک شاہکار تھا۔ جس کی لمبائی 90 فٹ، چوڑائی 30 فٹ اور اونچائی 45 فٹ تھی۔ اس کے اندر پاک ترین جگہ بنائی گئی، جہاں تابوت سکینہ رکھا گیا۔ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کی ریاست دو حصوں میں بٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی بنی اسرائیل فواحش، حرامکاری اور عیاشی میں مبتلا ہوگئی اور انھوں نے ایک اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرنی شروع کردی۔

رحجان بن سلیمانؑ کو تخت پر بیٹھے پانچ سال ہوئے تھے کہ شاہ مصری شاق نے یروشلم کی طرف پیشقدمی کی اور بغیر مزاحمت کے شہر میں داخل ہوگیا۔ وہ ہیکل سلیمانی اور عبادت گاہ کی تمام قیمتی چیزیں شاہی خزانوں کے ساتھ لوٹ کرلے گیا۔ حزقیاہ (740 ق م سے 700 ق م) نے اپنے دور میں ہیکل سلیمانی کی عظمت کو بحال کیا۔ یہود کی پہلی قوم تباہی و بربادی بخت نصر کے ہاتھوں 598 ق م میں ہوئی۔ اس تباہی میں نہ صرف ہیکل سلیمانی کا نام ونشان مٹ گیا بلکہ دیگر صحائف کے ساتھ ساتھ تورات بھی غائب ہوگئی۔ بخت نصر کے اس حملے کے بعد تابوت سکینہ ایسا غائب ہوا کہ آج تک اس کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ 539 ق م میں ایران کے پہلے کسری نے بابل کو فتح کیا تو اس نے یہودیوں کو اپنے وطن واپس جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ جب یہودی یروشلم واپس آئے تو انھوں نے یشوع بن یوصدیق اور زرد بابل بن سالتی ایل کی قیادت میں ہیکل سلیمانی کی تعمیر دوبارہ شروع کی۔ 516 ق م میں یہ تعمیر مکمل ہوئی۔ 63 ق م میں رومی جنرل پومپائی کا محاصرہ کر کے ہیکل کو دوبارہ تباہ کردیا۔ لیکن ہیرود اعظم کے دور میں، جو رومی شہنشاہ کے باجگزار کی حیثیت سے یہاں کا بادشاہ بنا۔ بیت المقدس نے دوبارہ سلیمانؑ کے عہد کی عظمت حاصل کرلی۔ اس بادشاہ نے ہیکل سلیمانی کو ازسرنو عظمت بخشی۔ بقول کیپٹن وارن ہیرود کے وسیع کردہ ہیکل کا رقبہ تقریباً ایک ہزار فٹ تھا اور شان وشوکت میں سلیمانؑ کے تعمیر کردہ ہیکل سے کسی طرح ہیکل کم نہ تھا۔ 70ء میں جب رومی شہنشاہ، طیطس شہر میں داخل ہوا اور رومی سپاہی یہودیوں کا تعاقب کرتے ہوئے ہیکل کے اندرونی صحن میں داخل ہوئے تو ایک یہودی نے جلتی ہوئی مشعل ہیکل کے اندر پھینک دی جس سے ہیکل میں آگ بھڑک اٹھی اور یہ جل کر راکھ ہوگیا۔ اس مرتبہ ہیکل کی تباہی خود یہودیوں کے ہاتھوں ہوئی۔ 135ء میں جب دوبارہ معبد (ہیکل) تیار ہوا تو رومیوں نے اسے گرا کر اس کی جگہ ہل چلا دیئے۔ 136ء میں رومی شہنشاہ ہیڈرین نے اسے دوبارہ آباد کیا۔ اور شہر کا نام پہلے ایلیا اور پھر کیسی ٹولینا قرار دیا۔ اس بات کو فرنگی مؤرخین اور ماہرین آثار قدیمہ تسلم کرتے ہیں کہ ہیرود کا تعمیر کردہ ہیکل تباہ ہوجانے کے بعد صدیوں تک اس جگہ پر ملبے اور غلاظت کے ڈھیر پڑے رہے۔ یہودیوں سے لوگ نفرت کی بناء پر لوگ کوڑا کرکٹ اسی جگہ پھینکتے تھے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کیا تو اس وقت یہاں یہودیوں کا کوئی معبد نہ تھا۔ بلکہ کھنڈر پڑے ہوئے تھے حضرت عمرؓ کے حکم سے ان کھنڈرات پر ایک مسجد کی تعمیر ہوئی۔ ایک قدیم سیاح آرکلف نے بھی ایک سادہ مسجد کا ذکر کیا ہے۔ جو 670ء میں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے بیت المقدس بھی آیا تھا۔ تقریباً اس سادہ سی تعمیر کے پچاس سال بعد اموی خلیفہ عبدالملک بن مردان نے 72ھ / 290ء میں مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کی بنیاد اٹھائی۔ یہ خلیفہ قبۃ الصخرہ کی تعمیر ہی مکمل کرسکا۔ مسجد اقصیٰ کی تعمیر کا کام جو ادھورا رہ گیا تھا، ولید بن عبدالملک نے مکمل کرایا۔ وہ مقدس مقامات جن کی بدولت یہ مقدس شہر مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کی عقیدتوں کا مرکز ہے۔ اکثر و بیشتر شہر کی مشرق پہاڑی پر ایک احاطہ میں ہیں جس کو مسلمان حرم شریف اور یہودی بیت لحم کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ بیت المقدس کا مقدس ترین حصہ ہے۔ ڈاکٹر برکلے کے بیان کے مطابق حرم شریف 35 ایکڑ پر مشتمل ہے۔ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ اسی حرم میں ہیں۔ حرم میں جگہ جگہ بلند مقامات ہیں۔ جنہیں مسلمان محراب کہتے ہیں اور ان کے سامنے نوافل ادا کرتے ہیں۔ حرم شریف میں چار حوض وضو کے لئے اور پانچ منبر واعظین کے لئے ہیں۔ مستورات کے لئے تین مقصورے ہیں۔ اندرونی و بیرونی دروازوں کی تعداد پچاس ہے۔ 1967ء میں مولانا شیر علی نے حرف شریف کا طول 1200 گز عرض 660 گز اور دروازے چودہ بتائے ہیں۔ احاطہ حرم کے اندر جو زیارتیں ہیں ان میں مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کے علاوہ اور بھی عمارات ہیں۔